

بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت

تاریخی پس منظر

ڈاکٹر محمد بسین مظهر صدیقی شعبۂ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی علی گڑھ

تاریخ اسلام میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کی خاندانی رقابت اور چشمک پر بسا اوقات ضرورت سے زیادہ زندہ کیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر ہمارے مشرقی معنفسین خاص طور سے اردو کے سیرت نگار اور مورخین سب سے زیادہ جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مشہور عالم اور مقبول ترین خیال یہ ہے کہ اسلام کے ظہور کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور عداوت میں انہی خاندان کے افراد سب سے پیش پیش تھے ۵۔ اس عداوت کے اسباب عمر کا اسلام سے پہلے کے حامی عرب کی قبائلی تنظیم میں تلاش کے حلقہ میں وارد ثابت یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ

۱۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دار العنقین، اعظم گڑھ، طبع سوم ۱۳۳۲ھ، جلد اول، صفحہ ۱۹۸۔ خاندان ہاشم اور بنو امیہ برابر کے حریف تھے اور مدائن میں مدت سے رشک و رقابت چلی آرہی تھی۔ قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللعالمین لاہور ۱۹۲۲ء، جلد دوم، صفحہ ۱۶۱۔ نیز ملاحظہ ہو نکولسن (Nicholson) Addenda to History of the Arabs، لندن ۱۹۲۳ء، صفحہ ۶۵۔ لیکن بعض مغربی مورخین اور مستشرقین نے اس روایتی رقابت پر اپنے شکوک کا اظہار کیا ہے۔ ان میں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موجودہ دور کے اہم ترین سوانح نگار موشگرمی واٹ

Montgomery Watt کے خیالات ان کی کتاب Muhammad at Meccہ

میں بہت اہم ہیں جس کے حوالے آئندہ جایا آئیں گے۔

۲۔ شبلی نعمانی، صفحہ ۲۰۱ کے الفاظ ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو خاندان بنو امیہ اپنے رقیب (ہاشم) کی فتح خیال کرتا تھا اس لئے سب سے زیادہ اسی قبیلہ نے آنحضرت کی مخالفت کی۔"

حدایت و دونوں خاندانوں کی قدیم دشمنی کا ذکر بھی قلمبندی — جہان کے مورث اعلیٰ
یعنی ہاشم اور امیہ کے دور سے پہلی آرہی تھی اس میں شک نہیں کہ ہمارے بعض قدیم مورخین ہاشم
اور امیہ کے خاندانوں کے درمیان دو قوتوں پر منافرت کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ شخصی
منافرت خاندانی رقابت اور قومی چشمک میں تبدیل ہو گئی تھی اور اس کے اثرات اتنے دیرپا تھے کہ نسل و نسل
منتقل ہوتے رہے؟ اور کیا بنو ہاشم اور بنو امیہ زمانہ قبل اسلام میں ایسے ہی دشمن تھے جیسا کہ ثابت کیا جاتا
ہے؟ ان تمام سوالات کے جواب کے لئے ہم قریباً تفریش جس کے یہ دونوں خاندان رکن تھے کی تاریخ کے
ادراک اُلٹنے ہوں گے۔

ابن اسحاق اور ابن سعد کی روایت کے مطابق قریش کا لقب خاندان ہاشم اور خاندان امیہ کے بعد
امجد قس بن کلاب کو دیا تھا جو مورخین کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پچیسویں پشت میں اور انہرہ
ساک کی چھٹی نسل میں تھے۔ قس نے قریش کے مختلف خاندانوں کو جو اس وقت تک بنو نصرؓ یا بنو فہرؓ کہا جاتا تھا
متحد کیا اور مکہ کی سیادت قبیلہ خزاعہ سے منافرت کے ذریعہ حاصل کی تھی تاہم یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ہے

۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت ۱۹۶۶ء، جلد اول صفحہ ۱۷۱، ابن جریر طبری تاریخ طبری، دارالمعارف،
القاہرہ ۱۹۶۶ء، جلد دوم صفحہ ۲۵۹-۲۵۱، شبلی نعمانی، صفحہ ۱۹۷، رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۱۷۱، ابن سعد، طبری
۲۔ ابن اسحاق، سیدہ رسول اللہ، انگریزی ترجمہ یعقوب، The life of Muhammad محمد
A.G. Halliday، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن ۱۹۵۵ء، صفحہ ۹۰-۸۸

۳۔ ابن سعد، صفحہ ۶۸-۶۹، شبلی، صفحہ ۱۷۱، حاشیہ ۱

۴۔ ازرقی، کتاب اخبار مکتبہ، مرتبہ فرڈیننڈ ولف (Ferdinand Wulf)

بیروت ۱۹۶۶ء، صفحہ ۶۶-۶۷، طبری اردو ترجمہ محمد ابراہیم ندوی، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۶ء، صفحہ ۶۸

۵۔ بخاری، المعجم، باب مبعث النبی، ابن اسحاق، صفحہ ۱۷۱، ابن سعد، صفحہ ۶۶-۶۷-۵۵

طبری، صفحہ ۴۱-۴۲، ابن سعد، صفحہ ۱۷۱، ابن اسحاق، صفحہ ۹۰-۸۸، ابن سعد، ازرقی و صفحہ ۶۲

طبری صفحہ ۴۱-۴۲، ابن اسحاق اور ابن سعد کی روایت کو قبول کیا ہے جس کے مطابق قس کو مکہ کی سرداری خزامی سے سزا دی گئی تھی
جس کے نتیجے میں قس کی شادی کریم بنی بنا پر حاصل ہوئی تھی مگر دونوں قدیم مورخین کی ایک روایت پہلی روایت کی نفی کرتی ہے۔

کہ قصی بن کلاب کو اپنی تمام جاء و حشمت کے باوجود مکہ کی مکمل سرکاری حاصل نہ تھی اور نہ ہی ان سے قبل قبیلہ خزاعہ کو تمام اختیارات حاصل تھے۔ دراصل مکہ کی سیاست انشراقیہ (یعنی عربوں کے اُمویوں پر قائم تھی جس میں شمر کے نام سربراہ آوردہ خاندانوں کو نمائندگی حاصل تھی مختلف روایات کی تحقیق و تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ حجابہ (تولیت کعبہ) سقاییہ (حجاج کے لئے پانی کی فراہمی) رفاہ (حجاج کے لئے کھانے کا انتظام) قیادہ (فوجی کمان) اور نواء (جنگ میں قومی پرچم اٹھانے کا اعزاز) قصی کو خراجِ امد سے حاصل ہوا تھا۔ قصی نے دارالامدہ کی بنیاد ڈال کر اس کی ولایت بھی اپنے پاس رکھی تھی جس سے ان کے دقار میں اضافہ ہوا تھا۔ ان اختیارات و عہدوں کے علاوہ بعض اہم عہدے بنو نضر کے دوسرے خاندانوں میں نسل در نسل چلے آ رہے تھے چنانچہ سفارت و منازعت کے عہدے قصی کے دادا مرہ بن کعب کے بھائی عدی بن کعب کے خاندان میں منتقل ہوتے رہے جبکہ دیبہ و مخارم بنو تميم کے پاس، قبیہ (سوار فوج کی سالاری اور خیمہ و خمر گاہ کا انتظام) بنو مخزوم کے پاس، ازلام دایسار (خانہ کعبہ میں خال کے امور کا عہدہ) بنو جمح کے خاندان میں، مشورہ

۱۔ ابن اسحاق، ص ۵۳۰-۵۳۱، ابن سعد، صف ۷، ارتقی ص ۶۲، طبری ص ۴۳، شبلی ص ۱۵۳۔ صرف ارتقی نے قیادہ کا ذکر کیا ہے۔ باقی عالمورخین اس عہدہ کا عالمود سے ذکر نہیں کرتے ہیں۔ یہی سیاست میں قیادہ کا عہدہ بہت اہم ہوتا تھا اور عملى طور پر اس پر فائز شخص قریش کا سردار سمجھا جاتا تھا۔ حیرت ہے کہ مورخین اتنے اہم عہدے کا ذکر کیوں نظر انداز کرتے ہیں؟ مورخین کی اس روش سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اس عہدہ کو نظر انداز کرنے کا سبب یہ تو نہیں تھا کہ قصی کی تیسری پٹری میں یہ عہدہ عہد شمس کو ملا تھا اور پھر انھیں کے خاندان میں بجائے نبوی کے عہد تک قائم رہا۔

۲۔ ابن سعد، صف ۷۔ نیز ابن اسحاق، ص ۵۱۰-۵۱۱، طبری ص ۴۲، شبلی ص ۱۵۳۔ یہاں شبلی کے اس خیال کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قصی نے سقاییہ اور رفاہ کے عہدے قائم کئے تھے شبلی کا یہ خیال تاریخی حقیقت کے خلاف ہے۔ اس طرح سقاییہ کے عہدے کے سلسلہ میں زمر کا ذکر بھی تاریخی حقیقت کے منافی ہے کیوں کہ زمر مدقوں سے گم تھا اور اس کو قصی کے پڑپوتے عبدالمطلب بن ہاشم نے بازیافت کیا تھا۔ سلا خطہ ہوا ابن اسحاق ص ۶۱-۵۸، ابن سعد ص ۸۳، شبلی ص ۱۵۶

(قریش کی مجلس شوروی کی سالاری) بنو اسعد کے افراد میں اور اموال (کعبہ کی آمدنی کا دیکھ بھال اور خزانہ کا اہتمام) بنو سہم کے ہاتھ میں ایک نسل سے دوسری نسل کو وراثت میں ملے رہے۔ عہدوں اور مناصب کی اس تصریح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکہ کی سیاست میں قصی بن کلاب ہی سب کچھ نہیں تھے اور مورخین کے اس بیان کے باوجود کہ وہ اپنی قوم کے بادشاہ کے مانند تھے دوسرے خاندانوں کی بھی سیاست میں شراکت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم یہ بات تسلیم ہے کہ قصی اپنی شخصیت اور کارناموں کے سبب مکہ کے قبائلی شیرخ میں سب سے زیادہ ممتاز شخص تھے۔

عام مورخین کے مشہور ترین روایت کے مطابق قصی بن کلاب نے اپنی موت کے وقت اپنے تمام مناصب اپنے بڑے بیٹے عبدالدار کے حوالے کر دیئے تھے مگر ابن سعد کی ایک اور روایت کے مطابق عبدالدار اپنے باپ قصی کے جانشین بنے تھے۔ ہر کیف اس مشہور روایت کے مطابق عبدالدار کے بیٹے ہاشم نے اپنے تین اور بھائیوں عبد شمس، عبد مطلب اور نوفل کی متحدہ کوششوں سے بنو عبدالدار سے ان کے عہدوں کو چھین لینے کا فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں قریش تین گروہوں میں بٹ گیا۔ آخر کار اس امر پر صلح ہو گئی کہ خاندان عبدالدار کو سقایہ اور رقادہ دے دیئے جائیں اور بقیہ

۱۔ ابن عبدالدار، العقد القویہ، قاہرہ، ایڈیشن، جلد سوم، ص ۳۱۵ ابن اسحاق، ص ۵۷ ابن سعد، ص ۵۳، بطری ص ۵۳
۲۔ ابن سعد، ص ۵۳، نیز بطری، ص ۵۳ حیرت ہے کہ قبلی مکہ نے دونوں روایتیں قبول کر لی ہیں دوسرے یہ کہ انھوں نے عبدالدار کو سب بھائیوں میں ناقابل بنایا ہے جو قدیم مورخین کے بیانات کی مرئی لگتی ہے۔
۳۔ ابن سعد، ص ۵۳ کے مطابق مختلف خاندانہائے قریش کی گروہ بندی حسب ذیل ہے۔

گروہ الف / المیشون	گروہ ب / الاحلاف	گروہ ج /
[خاندان عبدالدار کے حامی]	[خاندان عبدالدار کا حامی]	[غیر خاندان]
۱۔ بنو اسد	۱۔ بنو مخزوم	۱۔ بنو عامر بن لوی
۲۔ بنو زہرہ	۲۔ بنو سہم	۲۔ بنو حارث بن فہر
۳۔ بنو تہیم	۳۔ بنو جحج	

۳۔ بنو حارث بن فہر ۴۔ بنو عدی

مصنف زبیری، کتاب نسب قریش، ص ۲۵ میں اہل الذکر و ذکرہ ہوں کا ذکر کرتے ہیں۔ تیسرے کا نہیں۔

ہدے یعنی حجابہ، لواء اور دار الندوہ بدستور خاندان عبدالدار میں رہیں۔ یہاں اس امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچ ہدوں کے سوا بقیہ سات یا آٹھ مناصب قریش کے دوسرے خاندانوں کے پاس حسب دستور سابق موجود رہے۔ گویا کہ بنو عبدالدار کے خلاف ہاشم اور ان کے بھائیوں کا متحدہ محاذ مکہ کی سیادت کا مکمل حصول نہیں تھا بلکہ اس میں صرف اپنے حق کو پالنے کی حقیقت نہاں تھی۔ مگر یہ مشہور عام روایت ارزقی کی روایت سے جو نسبتاً غیر معروف ہے قطعی مختلف ہے۔ اخبار مکہ کے بیان کے مطابق قصی بن کلاب نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ مناصب اپنے دو بیٹوں کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیئے تھے۔

چنانچہ بڑے بیٹے عبدالدار کو حجابہ، لواء اور دار الندوہ ملے تھے جبکہ عبدمناف کے حصہ میں سقایہ، رفاہ اور قبادہ آئے تھے۔ عبدمناف نے اپنی موت کی گھڑی میں قبائلی تنظیم کے مطابق سقایہ اور رفاہ ہاشم کو اور قبادہ کاہنم منصب عبد شمس کو عطا کر دیا تھا۔ جو ظاہر ہے کہ ایک منطقی تقسیم معلوم ہوتی ہے ارزقی کے اس بیان کے مطابق ہاشم کے لئے بنو عبدالدار سے مناصب کے لئے اُبھنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی اس لئے وہ ہاشم اور عبدالدار کے خاندان کے درمیان ہونے والے مبینہ اختلاف کا سرے سے ذکر ہی نہیں کرتے۔ ارزقی کی روایت قرین قیاس اور زیادہ منطقی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اسلام سے قبل کے جاہلی نظام میں جبکہ مرکزیت کا کوئی تصور نہیں تھا یہی مناسب ترین حکمت عملی ہو سکتی تھی۔ مزید یہ کہ عام مورخین کے یہاں اس مسئلہ پر کافی اختلاف، الجھن اور تضاد نظر آتا ہے

ابن اسحاق، ص ۵۷-۵۸، ابن سعد، ص ۷۷، دار ص ۷، شبلی ص ۱۵۳-۱۵۴۔ (ان تمام عام مورخین میں صرف طبری واحد مورخ ہیں جو اس تضاد کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ ارزقی کی تائید کرتے ہیں ملاحظہ ہو اگلا حاشیہ طبری۔ نیز منطقی ر داٹ ص ۷ کا یہ خیال صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ اس صلح کے بعد عبدالدار کی حیثیت محض برائے ناکارہ گئی تھی اور عبدمناف مکہ کے مالک بن گئے تھے۔ عبد الدار کے پاس اب بھی تین اہم عہدے تھے جس سے ان کے مقام کا درجہ ظاہر ہے۔

۱۷ ارزقی، ص ۷۷، ۱۸ ایضاً ص ۷۷۔ طبری ص ۳ کا یہ بیان کہ ہاشم اپنے باپ عبدمناف کے بعد سقایہ اور رفاہ کے مالک بنے، بہت اہم ہے۔ اگرچہ وہ عبد شمس کو قبادہ کا منصب ملنے کے ذکر کو نظر انداز کرتے ہیں۔ تاہم ان کی روایت بنو عبدمناف اور بنو عبدالدار کے درمیان مبینہ تضاد کی روایت کی نفی کرتی ہے۔

جس سے مغربی مصنفین کے اس شبہ کو حقیقت کا روپ ملتا ہے کہ عباسی عہد کے مورخین نے اپنے جدا جگہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ دوسرے قریشی خاندانوں کے عموماً اور خاندان اُمیہ کو خصوصاً گرانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ہاشم اور امیہ کے درمیان پہلے منافرہ اور پھر ایک نسل بعد ان دونوں خاندانوں میں حرب بن اُمیہ اور عبدالمطلب بن ہاشم کے درمیان دوسرے منافرہ کا ذکر اسی کوشش کی غیر تاریخی یا کم از کم غیر منطقی دلیل ہے۔ اگر مختلف روایات کا معروضی اور تنقیدی جائزہ لیا جائے تو بلا کسی شک و شبہ کہ یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ہاشم کو مکی سیاست یا بین الاقوامی تجارت میں وہ مقام دراصل حاصل نہ تھا جو ہماری مندرجہ کتب سیرت تاریخ ثابت کرنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ تمام روایات کے متفقہ بیانات کے مطابق ہاشم کو مکی اشرافیہ میں صرف دو منصب حاصل تھے جبکہ دوسرے قریشی خاندانوں کے پاس کم و بیش آٹھ عہدے تھے۔ اگرچہ اس میں سے امیہ کو صرف ایک عہدہ حاصل تھا لیکن اگر اسے عربوں کی جنگوں بھری تاریخ کے پس منظر میں دیکھا جائے تو سیاسی لحاظ سے قیادہ اہم ترین عہدہ تھا۔ جہاں تک ہاشم کی مقامی اور بین الاقوامی تجارت میں حیثیت کا تعلق ہے وہ منفرد نہیں تھی کیونکہ ان کے تین بھائیوں عبدشمس، مطلب اور نوفل نے سادی مقام پیدا کیا تھا۔ سادہ اور ایک روایت کے مطابق عبدشمس بین الاقوامی تجارت میں زیادہ اہم حیثیت کے مالک تھے۔ سادہ ہمارے مورخین کے تضاد کو ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک نکتہ کا ذکر کافی ہے مشہور روایت کے مطابق ہاشم نے بنو عبدالمطلب سے نذر کر سقایہ اور رفاہ کے مناصب حاصل کئے تھے مگر دوسری روایت کے بعد ان کو یہ عہدے باپ سے وراثت میں ملے تھے۔ تعجب ہے کہ داؤد مہ نے بھی اس تضاد کی روایت کو قبول کر لیا ہے۔

۳۳ - ۳۴ ابن سعد ص ۵۵، ۵۶، طبری، ص ۳، شبلی، ص ۱۵۵، طبری، ص ۳، کایہ بیان بہت اہم ہے کہ عبد مناف کے چاروں بیٹے اپنے باپ کے بعد قوم کے سردار ہوئے۔ ان کو مجبوراً بتے ہیں کیوں کہ ان کی وجہ سے اللہ نے قریش کی حالت درست کر دی۔ انھیں نے سب سے پہلے قریش کے دوسرے ملکوں میں سکونت کے لئے اجازت نامے حاصل کئے۔ اس کی وجہ سے قریش دور دور تک پھیل گئے۔ ہاشم نے شہانِ روم اور غسانیوں سے، عبدشمس نے نجاشی حبشہ سے، نوفل نے کسریٰ ایران سے اور مطلب نے ملوک حمیر سے ان کے علاقوں میں آباد کاری اور تجارت کے پردانے حاصل کئے۔

مورخین نے ہاشم کو اس لئے نمایاں مقام عطا کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ حجاج کو پانی پلاتے اور کھانا کھلاتے تھے اور اس سلسلہ میں وہ یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہاشم بہت فیاض اور سخی تھے اور وہ عمان بن خدا کی خاطر مدارات پر اپنی دولت صرف کرتے تھے۔ ۱۵۔ حالانکہ انھیں مورخین کے بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ قریشی خاندانوں سے سقبایہ اور رفادہ کے لئے ایک محمول وصول کرتے تھے جو فی خاندان "سو شقال ہرقلی" ہوتا تھا۔ اس سے ہاشم کو تنظیم و انتظام کا اعزاز ضرور ملتا ہے مگر سخاوت و فیاضی کا وہ نخر حاصل نہیں ہوتا جو ہمارے مورخین ثابت کرتے ہیں۔ عرب کے دوسرے خاندان سخاوت و فیاضی میں اور اپنا مال خرچ کرنے میں کسی دوسرے سے پیچھے نہیں تھے۔ ۱۶۔ چنانچہ اس نتیجے سے ہاشم اور امیہ کے درمیان مبنیہ منافرہ کی روایت تاریخی بنیادوں اور تنقیدی معیار پر پوری نہیں اُترتی اور عبد عباسی کے اس پر پیگنڈے کا حصہ معلوم ہوتی ہے جو اس زمانہ میں بنو امیہ کو مطمئن کرنے کے لئے بڑے زور و شور بعض اطراف سے چلایا جا رہا تھا۔ یہی حال کم و بیش عبد المطلب بن ہاشم اور حرب بن امیہ کے درمیان ہونے والے مبنیہ منافرہ کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک خاص طبقہ فکر کے مورخین کے سوا اور مصنفین و محققین نے ان دونوں منافرتوں کا ذکر ہی نہیں کیا ہے۔

پھر اگر ان دونوں خاندانوں کے درمیان دو موقعوں پر ہونے والے منافرہ کو تاریخی اور ۱۷۔ ابن سعد، ۱۸۔ طبری ۳۸-۳۹، ۱۹۔ شبلی ۱۵۵، ۲۰۔ ابن سعد، ۲۱۔ ابن اسحاق، ۲۲۔ ہاشم کی تقریر کا ایک ٹکڑا نقل کرتے ہیں کہ اگر میرے ذرائع کافی ہوتے تو میں تم پر یہ بوجھ نہ اتار دیتا۔ ظاہر ہے کہ ہاشم سقبایہ اور رفادہ کے اخراجات پر صرف اپنی دولت نہیں صرف کرتے تھے اور نہ ہی یہ ایک شخص یا ایک خاندان کے بس کی بات تھی جیسا کہ ابن اسحاق ۲۳-۲۴ صرف کرتے تھے اور نہ ہی یہ ایک شخص یا ایک خاندان کے بس کی بات تھی جیسا کہ ابن اسحاق ۲۳-۲۴ کے ایک اور حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

۲۵۔ ابن اسحاق، ۲۶-۳۲۔ ازرقی ۱۷۵ کا بیان ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ولید بن مغیرہ تنہا ایک سال غلاف کعبہ کے اخراجات اٹھاتے تھے جبکہ دوسرے سال قریش کے دوسرے تمام خاندان چندہ کر کے غلاف کعبہ منگواتے تھے اسی لئے ان کو العدل کا خطاب ملا تھا۔

حقیقی تسلیم بھی کر لیا جائے تو انھیں مورخین کی دوسری روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ منافرہ عرب سماج میں اکثر و بیشتر پیش آنے والا واقعہ تھا اور صرف خاندان ہاشم اور خاندان امیہ کے درمیان ہی محدود نہیں تھا بلکہ ابن سعد کی روایت کے مطابق عبد المطلب بن ہاشم اور طائف کے ثقفی سرور جنید بن حارث کے درمیان منافرہ ہوا تھا جس میں فیصلہ عبد المطلب کے حق میں ہوا تھا۔ اسی طرح طبری کی ایک روایت میں عبد المطلب بن ہاشم نے ایک کنوئیں کی ملکیت کے نزاع پر اپنے چچا نوفل بن عبد مناف سے منافرہ کرنا چاہا تھا مگر قریشیوں نے چچا اور بھتیجے کے درمیان منافرہ کرنے کے تنازعے میں پڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ حیرت ہے کہ قریشیوں نے چچا بھتیجوں کے درمیان اس منافرہ سے پہلے اور بعد دو دو منافرے ہونے دیئے تھے۔ ہر کیف عبد المطلب نے اپنے چچا نوفل کے خلاف اپنے نہالی رشتہ دار یعنی مدینہ کے نجاریوں سے فوجی مدد مانگی تھی۔ نوفل نے فوجی دباؤ کے تحت کنواں تو واپس کر دیا مگر بنو ہاشم کی بجائے بنو عبد شمس سے معاہدہ حلف استوار کر لیا۔ اسی طرح ازرقی نے بنو عدی اور بنو شمس کے درمیان ایک منافرہ کا ذکر کیا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عرب سماج میں منافرہ کے کثرت و وقوع کے باوجود کیا منافرہ سے دو

۱۔ ازرقی، ص ۴۷۲ نیزلاحظہ ہو ابن سعد ص ۸۸-۸۹ اور حوالہ جات آئندہ ۲۔ ابن سعد ص ۸۸-۸۹
 ۳۔ طبری، ص ۳۵-۳۶ ایضاً۔ لیکن طبری ص ۳۶ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نوفل نے اس واقعہ کے بعد خود کچھ نہیں کیا تھا البتہ عبد المطلب نے خود خزاعہ سے حلف کا معاہدہ کر لیا تھا۔ زبیری ص ۱۹ کا بیان ہے کہ نوفل کے بیٹے عدی بن نوفل نے عبد المطلب سے سقایہ عدی جو صفا اور مردہ کے درمیان واقع تھا کے سلسلہ میں نزاع کیا اور اپنے رشتہ داروں کی مدد سے حاصل کر لیا جیسا کہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن زبیری، ص ۱۹ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوفل کے بیٹے عدی نے عبد المطلب سے نزاع کیا تھا اور بنی خولید بن اسعد کی مدد سے کامیابی حاصل کی تھی۔
 ۴۔ ازرقی، ص ۴۷۲

متعلقہ شخصوں اور فردوں کے درمیان پیدا ہونے والی نجش خاندانی رقابت اور چشمک میں تبدیل ہو جاتی تھی؟ اور کیا ایک منافرہ کے اثرات اتنے گہرے اور دور رس ہوتے تھے کہ نسل در نسل عداوت اور دشمنی جاری و ساری رہے؟ ہاشمی اور اموی خاندانوں کے درمیان منافرہ پر مبالغہ آمیز زور دینے والے مورخین اور مصنفین اس کا اثبات میں جواب دیتے ہیں۔ لیکن حقائق اس کی نفی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہاشم اور امیہ کے درمیان پہلے منافرہ کے بعد تلخی پیدا ہوئی جس کے نتیجے میں ایک روایت کے مطابق امیہ کو دس سال جلاوطنی کی زندگی گزارنی پڑی اور بھاری جرمانہ دینا پڑا۔ اگر مورخین کے بیان کے مطابق دونوں خاندانوں میں عداوت کا یہ پہلا نزاع نہ تھا، جس نے دونوں کو ایک دوسرے کا ہمیشہ کے لئے دشمن بنا دیا تھا تو یہ لازمی نتیجہ ہونا چاہئے تھا کہ بعد میں ان دونوں کے درمیان اخوت، رشتہ داری اور دوستی کے روابط نظر نہ آنے چاہئیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب اور امیہ کے بیٹے حرب ایک دوسرے کے ندیم تھے۔ ۳ منطقى نتیجہ کے لحاظ سے ان دونوں کو ایک دوسرے کا ندیم نہیں ہونا چاہئے تھا چنانچہ جیسا کہ عبدالمطلب اور حرب کے درمیان منافرہ کے بعد ہوا۔ لیکن یہ نجش محض وقتی اور پائیدار تھی کیونکہ عبدالمطلب نے اس کے بعد اپنی چھ بیٹیوں میں سے دو بیٹیوں مسفیہ اور ام حکیم کی شادی بالترتیب حرب کے ایک بیٹے اور اموی خاندان کے ایک کمرہ بر سے کی تھی تیسری بیٹی امیہ بنو امیہ کے حلیف محض سے منسوب تھیں۔ اسی طرح عبدالمطلب نے اپنے ایک بیٹے ابولہب کی شادی ام جمیل سے کی تھی جو حرب کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن تھی ۵ اگر دونوں مہینہ منافرتوں کی نجش اتنی ہی شدید ہوتی جیسی کہ بتائی جاتی ہے تو دونوں خاندانوں کے درمیان ازدواجی تعلقات

۱ ابن سعد، ص ۴۶، طبری ص ۳۸-۳۷

۲ ابن سعد اور طبری کی روایت اس اعتبار سے بھی صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ عبد شمس کے بعد امیہ قریش کے قائد ہونے کے سبب مکہ میں موجود رہے تھے ۳ ابن سعد ص ۸۷

۴ ابن سعد طبقات کبریٰ، مرتبہ سفا (Sachia) لندن ۱۹۵۹ء جلد ۱، ص ۳۱-۳۲۔ ابو عبد اللہ مصعب القرظی کتاب نسب قریش مرتبہ یعنی بوفنسال، بیروت ۱۹۵۳ء، ص ۱۹-۲۸۔ ۵ ازرقی، ص ۲۳، ابن سعد چہارم ص ۵۱۔ ام جمیل کے دو بیٹے عقبہ اور معتب بعد میں اسلام لائے۔

کی استواری ناممکن ہوتی۔ اس کے علاوہ عبدالمطلب اور ثقیف سردار کے درمیان منافرہ کے باوجود دونوں قبائل میں تجارتی تعلقات برابر قائم رہے اور عبدالمطلب اور ان کے بعد عباس بن عبدالمطلب اہل طائف کو برابر سود پر ادھار دیتے رہے۔ جہاں تک عبدالمطلب اور نوفل بن عبدمناف کے درمیان تنازعہ اور اس کے نتیجہ میں رنجش کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں طبری کی ایک روایت نوفل کو بری قرار دیتے ہوئے عبدالمطلب کے بارے میں کہتی ہے کہ انھوں نے نوفل کے خلاف قبیلہ خزاعہ سے حلف کا معاہدہ کیا تھا۔ یہ کہیں اس تمام تقریب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اول تو منافرہ عرب سماج کے مختلف خاندانوں اور مختلف افراد کے درمیان ہوتا ہی رہتا تھا اس میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کی تخصیص تاریخی دیانت کے خلاف ہے۔ دوسرے منافرہ کا اثر وقتی ہوتا تھا جو انفرادی تعلقات کو عارضی طور پر تو ضرور متاثر کرتا تھا مگر زندگی بھر کا روگ نہیں بنتا تھا۔ سوم یہ کہ منافرہ کی رنجش قومی عداوت اور خاندانی رقابت میں کبھی نہیں تبدیلی ہوتی۔ اور چہارم یہ کہ عرب میں قومی دشمنی عموماً قبائلی بنیادوں پر چلتی تھی۔ اور پنجم یہ کہ یہ قبائلی اتحاد و حلف کے معاہدے بھی ضرورت اور وقت کے ساتھ بدلتے رہتے تھے جیسا کہ ہم بنی عبدمناف اور بنی الدار کے درمیان مخالفت کے زمانہ میں دیکھ چکے ہیں اسی طرح بعثت نبوی کے زمانے میں ہم کو بین القیامی رشتہوں میں مسلسل تبدیلی نظر آئے گی۔

۱۰ ابن سعد، مرتبہ سنی، جلد ششم، ۱۲۰: ۱۲۱، ازرقی، طبری، تفسیر، بیت ربیع، ازرقی، ۱۰۰: ۱۰۱، بلاذری، فتوح البلدان، مصر ۱۹۶۷ء
۱۱- ۱۰ طبری، ۱۰۰: ۱۰۱، ۱۰۲: ۱۰۳، ۱۰۴: ۱۰۵، ۱۰۶: ۱۰۷، ۱۰۸: ۱۰۹، ۱۱۰: ۱۱۱، ۱۱۲: ۱۱۳، ۱۱۴: ۱۱۵، ۱۱۶: ۱۱۷، ۱۱۸: ۱۱۹، ۱۲۰: ۱۲۱، ۱۲۲: ۱۲۳، ۱۲۴: ۱۲۵، ۱۲۶: ۱۲۷، ۱۲۸: ۱۲۹، ۱۳۰: ۱۳۱، ۱۳۲: ۱۳۳، ۱۳۴: ۱۳۵، ۱۳۶: ۱۳۷، ۱۳۸: ۱۳۹، ۱۴۰: ۱۴۱، ۱۴۲: ۱۴۳، ۱۴۴: ۱۴۵، ۱۴۶: ۱۴۷، ۱۴۸: ۱۴۹، ۱۵۰: ۱۵۱، ۱۵۲: ۱۵۳، ۱۵۴: ۱۵۵، ۱۵۶: ۱۵۷، ۱۵۸: ۱۵۹، ۱۶۰: ۱۶۱، ۱۶۲: ۱۶۳، ۱۶۴: ۱۶۵، ۱۶۶: ۱۶۷، ۱۶۸: ۱۶۹، ۱۷۰: ۱۷۱، ۱۷۲: ۱۷۳، ۱۷۴: ۱۷۵، ۱۷۶: ۱۷۷، ۱۷۸: ۱۷۹، ۱۸۰: ۱۸۱، ۱۸۲: ۱۸۳، ۱۸۴: ۱۸۵، ۱۸۶: ۱۸۷، ۱۸۸: ۱۸۹، ۱۹۰: ۱۹۱، ۱۹۲: ۱۹۳، ۱۹۴: ۱۹۵، ۱۹۶: ۱۹۷، ۱۹۸: ۱۹۹، ۲۰۰: ۲۰۱، ۲۰۲: ۲۰۳، ۲۰۴: ۲۰۵، ۲۰۶: ۲۰۷، ۲۰۸: ۲۰۹، ۲۱۰: ۲۱۱، ۲۱۲: ۲۱۳، ۲۱۴: ۲۱۵، ۲۱۶: ۲۱۷، ۲۱۸: ۲۱۹، ۲۲۰: ۲۲۱، ۲۲۲: ۲۲۳، ۲۲۴: ۲۲۵، ۲۲۶: ۲۲۷، ۲۲۸: ۲۲۹، ۲۳۰: ۲۳۱، ۲۳۲: ۲۳۳، ۲۳۴: ۲۳۵، ۲۳۶: ۲۳۷، ۲۳۸: ۲۳۹، ۲۴۰: ۲۴۱، ۲۴۲: ۲۴۳، ۲۴۴: ۲۴۵، ۲۴۶: ۲۴۷، ۲۴۸: ۲۴۹، ۲۵۰: ۲۵۱، ۲۵۲: ۲۵۳، ۲۵۴: ۲۵۵، ۲۵۶: ۲۵۷، ۲۵۸: ۲۵۹، ۲۶۰: ۲۶۱، ۲۶۲: ۲۶۳، ۲۶۴: ۲۶۵، ۲۶۶: ۲۶۷، ۲۶۸: ۲۶۹، ۲۷۰: ۲۷۱، ۲۷۲: ۲۷۳، ۲۷۴: ۲۷۵، ۲۷۶: ۲۷۷، ۲۷۸: ۲۷۹، ۲۸۰: ۲۸۱، ۲۸۲: ۲۸۳، ۲۸۴: ۲۸۵، ۲۸۶: ۲۸۷، ۲۸۸: ۲۸۹، ۲۹۰: ۲۹۱، ۲۹۲: ۲۹۳، ۲۹۴: ۲۹۵، ۲۹۶: ۲۹۷، ۲۹۸: ۲۹۹، ۳۰۰: ۳۰۱، ۳۰۲: ۳۰۳، ۳۰۴: ۳۰۵، ۳۰۶: ۳۰۷، ۳۰۸: ۳۰۹، ۳۱۰: ۳۱۱، ۳۱۲: ۳۱۳، ۳۱۴: ۳۱۵، ۳۱۶: ۳۱۷، ۳۱۸: ۳۱۹، ۳۲۰: ۳۲۱، ۳۲۲: ۳۲۳، ۳۲۴: ۳۲۵، ۳۲۶: ۳۲۷، ۳۲۸: ۳۲۹، ۳۳۰: ۳۳۱، ۳۳۲: ۳۳۳، ۳۳۴: ۳۳۵، ۳۳۶: ۳۳۷، ۳۳۸: ۳۳۹، ۳۴۰: ۳۴۱، ۳۴۲: ۳۴۳، ۳۴۴: ۳۴۵، ۳۴۶: ۳۴۷، ۳۴۸: ۳۴۹، ۳۵۰: ۳۵۱، ۳۵۲: ۳۵۳، ۳۵۴: ۳۵۵، ۳۵۶: ۳۵۷، ۳۵۸: ۳۵۹، ۳۶۰: ۳۶۱، ۳۶۲: ۳۶۳، ۳۶۴: ۳۶۵، ۳۶۶: ۳۶۷، ۳۶۸: ۳۶۹، ۳۷۰: ۳۷۱، ۳۷۲: ۳۷۳، ۳۷۴: ۳۷۵، ۳۷۶: ۳۷۷، ۳۷۸: ۳۷۹، ۳۸۰: ۳۸۱، ۳۸۲: ۳۸۳، ۳۸۴: ۳۸۵، ۳۸۶: ۳۸۷، ۳۸۸: ۳۸۹، ۳۹۰: ۳۹۱، ۳۹۲: ۳۹۳، ۳۹۴: ۳۹۵، ۳۹۶: ۳۹۷، ۳۹۸: ۳۹۹، ۴۰۰: ۴۰۱، ۴۰۲: ۴۰۳، ۴۰۴: ۴۰۵، ۴۰۶: ۴۰۷، ۴۰۸: ۴۰۹، ۴۱۰: ۴۱۱، ۴۱۲: ۴۱۳، ۴۱۴: ۴۱۵، ۴۱۶: ۴۱۷، ۴۱۸: ۴۱۹، ۴۲۰: ۴۲۱، ۴۲۲: ۴۲۳، ۴۲۴: ۴۲۵، ۴۲۶: ۴۲۷، ۴۲۸: ۴۲۹، ۴۳۰: ۴۳۱، ۴۳۲: ۴۳۳، ۴۳۴: ۴۳۵، ۴۳۶: ۴۳۷، ۴۳۸: ۴۳۹، ۴۴۰: ۴۴۱، ۴۴۲: ۴۴۳، ۴۴۴: ۴۴۵، ۴۴۶: ۴۴۷، ۴۴۸: ۴۴۹، ۴۵۰: ۴۵۱، ۴۵۲: ۴۵۳، ۴۵۴: ۴۵۵، ۴۵۶: ۴۵۷، ۴۵۸: ۴۵۹، ۴۶۰: ۴۶۱، ۴۶۲: ۴۶۳، ۴۶۴: ۴۶۵، ۴۶۶: ۴۶۷، ۴۶۸: ۴۶۹، ۴۷۰: ۴۷۱، ۴۷۲: ۴۷۳، ۴۷۴: ۴۷۵، ۴۷۶: ۴۷۷، ۴۷۸: ۴۷۹، ۴۸۰: ۴۸۱، ۴۸۲: ۴۸۳، ۴۸۴: ۴۸۵، ۴۸۶: ۴۸۷، ۴۸۸: ۴۸۹، ۴۹۰: ۴۹۱، ۴۹۲: ۴۹۳، ۴۹۴: ۴۹۵، ۴۹۶: ۴۹۷، ۴۹۸: ۴۹۹، ۵۰۰: ۵۰۱، ۵۰۲: ۵۰۳، ۵۰۴: ۵۰۵، ۵۰۶: ۵۰۷، ۵۰۸: ۵۰۹، ۵۱۰: ۵۱۱، ۵۱۲: ۵۱۳، ۵۱۴: ۵۱۵، ۵۱۶: ۵۱۷، ۵۱۸: ۵۱۹، ۵۲۰: ۵۲۱، ۵۲۲: ۵۲۳، ۵۲۴: ۵۲۵، ۵۲۶: ۵۲۷، ۵۲۸: ۵۲۹، ۵۳۰: ۵۳۱، ۵۳۲: ۵۳۳، ۵۳۴: ۵۳۵، ۵۳۶: ۵۳۷، ۵۳۸: ۵۳۹، ۵۴۰: ۵۴۱، ۵۴۲: ۵۴۳، ۵۴۴: ۵۴۵، ۵۴۶: ۵۴۷، ۵۴۸: ۵۴۹، ۵۵۰: ۵۵۱، ۵۵۲: ۵۵۳، ۵۵۴: ۵۵۵، ۵۵۶: ۵۵۷، ۵۵۸: ۵۵۹، ۵۶۰: ۵۶۱، ۵۶۲: ۵۶۳، ۵۶۴: ۵۶۵، ۵۶۶: ۵۶۷، ۵۶۸: ۵۶۹، ۵۷۰: ۵۷۱، ۵۷۲: ۵۷۳، ۵۷۴: ۵۷۵، ۵۷۶: ۵۷۷، ۵۷۸: ۵۷۹، ۵۸۰: ۵۸۱، ۵۸۲: ۵۸۳، ۵۸۴: ۵۸۵، ۵۸۶: ۵۸۷، ۵۸۸: ۵۸۹، ۵۹۰: ۵۹۱، ۵۹۲: ۵۹۳، ۵۹۴: ۵۹۵، ۵۹۶: ۵۹۷، ۵۹۸: ۵۹۹، ۶۰۰: ۶۰۱، ۶۰۲: ۶۰۳، ۶۰۴: ۶۰۵، ۶۰۶: ۶۰۷، ۶۰۸: ۶۰۹، ۶۱۰: ۶۱۱، ۶۱۲: ۶۱۳، ۶۱۴: ۶۱۵، ۶۱۶: ۶۱۷، ۶۱۸: ۶۱۹، ۶۲۰: ۶۲۱، ۶۲۲: ۶۲۳، ۶۲۴: ۶۲۵، ۶۲۶: ۶۲۷، ۶۲۸: ۶۲۹، ۶۳۰: ۶۳۱، ۶۳۲: ۶۳۳، ۶۳۴: ۶۳۵، ۶۳۶: ۶۳۷، ۶۳۸: ۶۳۹، ۶۴۰: ۶۴۱، ۶۴۲: ۶۴۳، ۶۴۴: ۶۴۵، ۶۴۶: ۶۴۷، ۶۴۸: ۶۴۹، ۶۵۰: ۶۵۱، ۶۵۲: ۶۵۳، ۶۵۴: ۶۵۵، ۶۵۶: ۶۵۷، ۶۵۸: ۶۵۹، ۶۶۰: ۶۶۱، ۶۶۲: ۶۶۳، ۶۶۴: ۶۶۵، ۶۶۶: ۶۶۷، ۶۶۸: ۶۶۹، ۶۷۰: ۶۷۱، ۶۷۲: ۶۷۳، ۶۷۴: ۶۷۵، ۶۷۶: ۶۷۷، ۶۷۸: ۶۷۹، ۶۸۰: ۶۸۱، ۶۸۲: ۶۸۳، ۶۸۴: ۶۸۵، ۶۸۶: ۶۸۷، ۶۸۸: ۶۸۹، ۶۹۰: ۶۹۱، ۶۹۲: ۶۹۳، ۶۹۴: ۶۹۵، ۶۹۶: ۶۹۷، ۶۹۸: ۶۹۹، ۷۰۰: ۷۰۱، ۷۰۲: ۷۰۳، ۷۰۴: ۷۰۵، ۷۰۶: ۷۰۷، ۷۰۸: ۷۰۹، ۷۱۰: ۷۱۱، ۷۱۲: ۷۱۳، ۷۱۴: ۷۱۵، ۷۱۶: ۷۱۷، ۷۱۸: ۷۱۹، ۷۲۰: ۷۲۱، ۷۲۲: ۷۲۳، ۷۲۴: ۷۲۵، ۷۲۶: ۷۲۷، ۷۲۸: ۷۲۹، ۷۳۰: ۷۳۱، ۷۳۲: ۷۳۳، ۷۳۴: ۷۳۵، ۷۳۶: ۷۳۷، ۷۳۸: ۷۳۹، ۷۴۰: ۷۴۱، ۷۴۲: ۷۴۳، ۷۴۴: ۷۴۵، ۷۴۶: ۷۴۷، ۷۴۸: ۷۴۹، ۷۵۰: ۷۵۱، ۷۵۲: ۷۵۳، ۷۵۴: ۷۵۵، ۷۵۶: ۷۵۷، ۷۵۸: ۷۵۹، ۷۶۰: ۷۶۱، ۷۶۲: ۷۶۳، ۷۶۴: ۷۶۵، ۷۶۶: ۷۶۷، ۷۶۸: ۷۶۹، ۷۷۰: ۷۷۱، ۷۷۲: ۷۷۳، ۷۷۴: ۷۷۵، ۷۷۶: ۷۷۷، ۷۷۸: ۷۷۹، ۷۸۰: ۷۸۱، ۷۸۲: ۷۸۳، ۷۸۴: ۷۸۵، ۷۸۶: ۷۸۷، ۷۸۸: ۷۸۹، ۷۹۰: ۷۹۱، ۷۹۲: ۷۹۳، ۷۹۴: ۷۹۵، ۷۹۶: ۷۹۷، ۷۹۸: ۷۹۹، ۸۰۰: ۸۰۱، ۸۰۲: ۸۰۳، ۸۰۴: ۸۰۵، ۸۰۶: ۸۰۷، ۸۰۸: ۸۰۹، ۸۱۰: ۸۱۱، ۸۱۲: ۸۱۳، ۸۱۴: ۸۱۵، ۸۱۶: ۸۱۷، ۸۱۸: ۸۱۹، ۸۲۰: ۸۲۱، ۸۲۲: ۸۲۳، ۸۲۴: ۸۲۵، ۸۲۶: ۸۲۷، ۸۲۸: ۸۲۹، ۸۳۰: ۸۳۱، ۸۳۲: ۸۳۳، ۸۳۴: ۸۳۵، ۸۳۶: ۸۳۷، ۸۳۸: ۸۳۹، ۸۴۰: ۸۴۱، ۸۴۲: ۸۴۳، ۸۴۴: ۸۴۵، ۸۴۶: ۸۴۷، ۸۴۸: ۸۴۹، ۸۵۰: ۸۵۱، ۸۵۲: ۸۵۳، ۸۵۴: ۸۵۵، ۸۵۶: ۸۵۷، ۸۵۸: ۸۵۹، ۸۶۰: ۸۶۱، ۸۶۲: ۸۶۳، ۸۶۴: ۸۶۵، ۸۶۶: ۸۶۷، ۸۶۸: ۸۶۹، ۸۷۰: ۸۷۱، ۸۷۲: ۸۷۳، ۸۷۴: ۸۷۵، ۸۷۶: ۸۷۷، ۸۷۸: ۸۷۹، ۸۸۰: ۸۸۱، ۸۸۲: ۸۸۳، ۸۸۴: ۸۸۵، ۸۸۶: ۸۸۷، ۸۸۸: ۸۸۹، ۸۹۰: ۸۹۱، ۸۹۲: ۸۹۳، ۸۹۴: ۸۹۵، ۸۹۶: ۸۹۷، ۸۹۸: ۸۹۹، ۹۰۰: ۹۰۱، ۹۰۲: ۹۰۳، ۹۰۴: ۹۰۵، ۹۰۶: ۹۰۷، ۹۰۸: ۹۰۹، ۹۱۰: ۹۱۱، ۹۱۲: ۹۱۳، ۹۱۴: ۹۱۵، ۹۱۶: ۹۱۷، ۹۱۸: ۹۱۹، ۹۲۰: ۹۲۱، ۹۲۲: ۹۲۳، ۹۲۴: ۹۲۵، ۹۲۶: ۹۲۷، ۹۲۸: ۹۲۹، ۹۳۰: ۹۳۱، ۹۳۲: ۹۳۳، ۹۳۴: ۹۳۵، ۹۳۶: ۹۳۷، ۹۳۸: ۹۳۹، ۹۴۰: ۹۴۱، ۹۴۲: ۹۴۳، ۹۴۴: ۹۴۵، ۹۴۶: ۹۴۷، ۹۴۸: ۹۴۹، ۹۵۰: ۹۵۱، ۹۵۲: ۹۵۳، ۹۵۴: ۹۵۵، ۹۵۶: ۹۵۷، ۹۵۸: ۹۵۹، ۹۶۰: ۹۶۱، ۹۶۲: ۹۶۳، ۹۶۴: ۹۶۵، ۹۶۶: ۹۶۷، ۹۶۸: ۹۶۹، ۹۷۰: ۹۷۱، ۹۷۲: ۹۷۳، ۹۷۴: ۹۷۵، ۹۷۶: ۹۷۷، ۹۷۸: ۹۷۹، ۹۸۰: ۹۸۱، ۹۸۲: ۹۸۳، ۹۸۴: ۹۸۵، ۹۸۶: ۹۸۷، ۹۸۸: ۹۸۹، ۹۹۰: ۹۹۱، ۹۹۲: ۹۹۳، ۹۹۴: ۹۹۵، ۹۹۶: ۹۹۷، ۹۹۸: ۹۹۹، ۱۰۰۰: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲: ۱۰۰۳، ۱۰۰۴: ۱۰۰۵، ۱۰۰۶: ۱۰۰۷، ۱۰۰۸: ۱۰۰۹، ۱۰۱۰: ۱۰۱۱، ۱۰۱۲: ۱۰۱۳، ۱۰۱۴: ۱۰۱۵، ۱۰۱۶: ۱۰۱۷، ۱۰۱۸: ۱۰۱۹، ۱۰۲۰: ۱۰۲۱، ۱۰۲۲: ۱۰۲۳، ۱۰۲۴: ۱۰۲۵، ۱۰۲۶: ۱۰۲۷، ۱۰۲۸: ۱۰۲۹، ۱۰۳۰: ۱۰۳۱، ۱۰۳۲: ۱۰۳۳، ۱۰۳۴: ۱۰۳۵، ۱۰۳۶: ۱۰۳۷، ۱۰۳۸: ۱۰۳۹، ۱۰۴۰: ۱۰۴۱، ۱۰۴۲: ۱۰۴۳، ۱۰۴۴: ۱۰۴۵، ۱۰۴۶: ۱۰۴۷، ۱۰۴۸: ۱۰۴۹، ۱۰۵۰: ۱۰۵۱، ۱۰۵۲: ۱۰۵۳، ۱۰۵۴: ۱۰۵۵، ۱۰۵۶: ۱۰۵۷، ۱۰۵۸: ۱۰۵۹، ۱۰۶۰: ۱۰۶۱، ۱۰۶۲: ۱۰۶۳، ۱۰۶۴: ۱۰۶۵، ۱۰۶۶: ۱۰۶۷، ۱۰۶۸: ۱۰۶۹، ۱۰۷۰: ۱۰۷۱، ۱۰۷۲: ۱۰۷۳، ۱۰۷۴: ۱۰۷۵، ۱۰۷۶: ۱۰۷۷، ۱۰۷۸: ۱۰۷۹، ۱۰۸۰: ۱۰۸۱، ۱۰۸۲: ۱۰۸۳، ۱۰۸۴: ۱۰۸۵، ۱۰۸۶: ۱۰۸۷، ۱۰۸۸: ۱۰۸۹، ۱۰۹۰: ۱۰۹۱، ۱۰۹۲: ۱۰۹۳، ۱۰۹۴: ۱۰۹۵، ۱۰۹۶: ۱۰۹۷، ۱۰۹۸: ۱۰۹۹، ۱۱۰۰: ۱۱۰۱، ۱۱۰۲: ۱۱۰۳، ۱۱۰۴: ۱۱۰۵، ۱۱۰۶: ۱۱۰۷، ۱۱۰۸: ۱۱۰۹، ۱۱۱۰: ۱۱۱۱، ۱۱۱۲: ۱۱۱۳، ۱۱۱۴: ۱۱۱۵، ۱۱۱۶: ۱۱۱۷، ۱۱۱۸: ۱۱۱۹، ۱۱۲۰: ۱۱۲۱، ۱۱۲۲: ۱۱۲۳، ۱۱۲۴: ۱۱۲۵، ۱۱۲۶: ۱۱۲۷، ۱۱۲۸: ۱۱۲۹، ۱۱۳۰: ۱۱۳۱، ۱۱۳۲: ۱۱۳۳، ۱۱۳۴: ۱۱۳۵، ۱۱۳۶: ۱۱۳۷، ۱۱۳۸: ۱۱۳۹، ۱۱۴۰: ۱۱۴۱، ۱۱۴۲: ۱۱۴۳، ۱۱۴۴: ۱۱۴۵، ۱۱۴۶: ۱۱۴۷، ۱۱۴۸: ۱۱۴۹، ۱۱۵۰: ۱۱۵۱، ۱۱۵۲: ۱۱۵۳، ۱۱۵۴: ۱۱۵۵، ۱۱۵۶: ۱۱۵۷، ۱۱۵۸: ۱۱۵۹، ۱۱۶۰: ۱۱۶۱، ۱۱۶۲: ۱۱۶۳، ۱۱۶۴: ۱۱۶۵، ۱۱۶۶: ۱۱۶۷، ۱۱۶۸: ۱۱۶۹، ۱۱۷۰: ۱۱۷۱، ۱۱۷۲: ۱۱۷۳، ۱۱۷۴: ۱۱۷۵، ۱۱۷۶: ۱۱۷۷، ۱۱۷۸: ۱۱۷۹، ۱۱۸۰: ۱۱۸۱، ۱۱۸۲: ۱۱۸۳، ۱۱۸۴: ۱۱۸۵، ۱۱۸۶: ۱۱۸۷، ۱۱۸۸: ۱۱۸۹، ۱۱۹۰: ۱۱۹۱، ۱۱۹۲: ۱۱۹۳، ۱۱۹۴: ۱۱۹۵، ۱۱۹۶: ۱۱۹۷، ۱۱۹۸: ۱۱۹۹، ۱۲۰۰: ۱۲۰۱، ۱۲۰۲: ۱۲۰۳، ۱۲۰۴: ۱۲۰۵، ۱۲۰۶: ۱۲۰۷، ۱۲۰۸: ۱۲۰۹، ۱۲۱۰: ۱۲۱۱، ۱۲۱۲: ۱۲۱۳، ۱۲۱۴: ۱۲۱۵، ۱۲۱۶: ۱۲۱۷، ۱۲۱۸: ۱۲۱۹، ۱۲۲۰: ۱۲۲۱، ۱۲۲۲: ۱۲۲۳، ۱۲۲۴: ۱۲۲۵، ۱۲۲۶: ۱۲۲۷، ۱۲۲۸: ۱۲۲۹، ۱۲۳۰: ۱۲۳۱، ۱۲۳۲: ۱۲۳۳، ۱۲۳۴: ۱۲۳۵، ۱۲۳۶: ۱۲۳۷، ۱۲۳۸: ۱۲۳۹، ۱۲۴۰: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲: ۱۲۴۳، ۱۲۴۴: ۱۲۴۵، ۱۲۴۶: ۱۲۴۷، ۱۲۴۸: ۱۲۴۹، ۱۲۵۰: ۱۲۵۱، ۱۲۵۲: ۱۲۵۳، ۱۲۵۴: ۱۲۵۵، ۱۲۵۶: ۱۲۵۷، ۱۲۵۸: ۱۲۵۹، ۱۲۶۰: ۱۲۶۱، ۱۲۶۲: ۱۲۶۳، ۱۲۶۴: ۱۲۶۵، ۱۲۶۶: ۱۲۶۷، ۱۲۶۸: ۱۲۶۹، ۱۲۷۰: ۱۲۷۱، ۱۲۷۲: ۱۲۷۳، ۱۲۷۴: ۱۲۷۵، ۱۲۷۶: ۱۲۷۷، ۱۲۷۸: ۱۲۷۹، ۱۲۸۰: ۱۲۸۱، ۱۲۸۲: ۱۲۸۳، ۱۲۸۴: ۱۲۸۵، ۱۲۸۶: ۱۲۸۷، ۱۲۸۸: ۱۲۸۹، ۱۲۹۰: ۱۲۹۱، ۱۲۹۲: ۱۲۹۳، ۱۲۹۴: ۱۲۹۵، ۱۲۹۶: ۱۲۹۷، ۱۲۹۸: ۱۲۹۹، ۱۳۰۰: ۱۳۰۱، ۱۳۰۲: ۱۳۰۳، ۱۳۰۴: ۱۳۰۵، ۱۳۰۶: ۱۳۰۷، ۱۳۰۸: ۱۳۰۹، ۱۳۱۰: ۱۳۱۱، ۱۳۱۲: ۱۳۱۳، ۱۳۱۴: ۱۳۱۵، ۱۳۱۶: ۱۳۱۷، ۱۳۱۸: ۱۳۱۹، ۱۳۲۰: ۱۳۲۱، ۱۳۲۲: ۱۳۲۳، ۱۳۲۴: ۱۳۲۵، ۱۳۲۶: ۱۳۲۷، ۱۳۲۸: ۱۳۲۹، ۱۳۳۰: ۱۳۳۱، ۱۳۳۲: ۱۳۳۳، ۱۳۳۴: ۱۳۳۵، ۱۳۳۶: ۱۳۳۷، ۱۳۳۸: ۱۳۳۹، ۱۳۴۰: ۱۳۴۱، ۱۳۴۲: ۱۳۴۳، ۱۳۴۴: ۱۳۴۵، ۱۳۴۶: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸: ۱۳۴۹، ۱۳۵۰: ۱۳۵۱، ۱۳۵۲: ۱۳۵۳، ۱۳۵۴: ۱۳۵۵، ۱۳۵۶: ۱۳۵۷، ۱۳۵۸: ۱۳۵۹، ۱۳۶۰: ۱۳۶۱، ۱۳۶۲: ۱۳۶۳، ۱۳۶۴: ۱۳۶۵، ۱۳۶۶: ۱۳۶۷، ۱۳۶۸: ۱۳۶۹، ۱۳۷۰: ۱۳۷۱، ۱۳۷۲: ۱۳۷۳، ۱۳۷۴: ۱۳۷۵، ۱۳۷۶: ۱۳۷۷، ۱۳۷۸: ۱۳۷۹، ۱۳۸۰: ۱۳۸۱، ۱۳۸۲: ۱۳۸۳، ۱۳۸۴: ۱۳۸۵، ۱۳۸۶: ۱۳۸۷، ۱۳۸۸: ۱۳۸۹، ۱۳۹۰: ۱۳۹۱، ۱۳۹۲: ۱۳۹۳، ۱۳۹۴: ۱۳۹۵، ۱۳۹۶: ۱۳۹۷، ۱۳۹۸: ۱۳۹۹، ۱۴۰۰: ۱۴۰۱، ۱۴۰۲: ۱۴۰۳، ۱۴۰۴: ۱۴۰۵، ۱۴۰۶: ۱۴۰۷، ۱۴۰۸: ۱۴۰۹، ۱۴۱۰: ۱۴۱۱، ۱۴۱۲: ۱۴۱۳، ۱۴۱۴: ۱۴۱۵، ۱۴۱۶: ۱۴۱۷، ۱۴۱۸: ۱۴۱۹، ۱۴۲۰: ۱۴۲۱، ۱۴۲۲: ۱۴۲۳، ۱۴۲۴: ۱۴۲۵، ۱۴۲۶: ۱۴۲۷، ۱۴۲۸: ۱۴۲۹، ۱۴۳۰: ۱۴۳۱، ۱۴۳۲: ۱۴۳۳، ۱۴۳۴: ۱۴۳۵، ۱۴۳۶: ۱۴۳۷، ۱۴۳۸: ۱۴۳۹، ۱۴۴۰: ۱۴۴۱، ۱۴۴۲: ۱۴۴۳، ۱۴۴۴: ۱۴۴۵، ۱۴۴۶: ۱۴۴۷، ۱۴۴۸: ۱۴۴۹، ۱۴۵۰: ۱۴۵

ہاشمی اور اموی خاندانوں کی مہمیت رقابت کے سلسلہ میں مکی سیاست میں ان دونوں کی حیثیت کا جائزہ ہاشم۔ رامیہ کے زمانے تک لیا جا چکا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ہمارے بعض فاضل مورخین نے ہاشم کے مقابلہ میں امیہ کو صغر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہی کوشش انھوں نے عبد المطلب کے مقابلہ میں امیہ کے جانشین حرب کے لئے روا رکھی ہے جبکہ حقائق کے برعکس نہیں ہیں تو اس کے خلاف ضرور ہیں اس کے لئے مکی اشرافیہ میں دونوں خاندانوں کے مقام کا جائزہ لینا ناگزیر ہے۔ تذکرہ نگاروں کے بیان کے مطابق ہاشم کی اچانک موت کی بنا پر خاندان ہاشمی کے ہاتھ سے سقیہ اور فدادہ مطلب کے خاندان میں عارضی طور پر منتقل ہو گیا۔ کیونکہ مشہور روایت کے مطابق ہاشم لا دلہ فوت ہو گئے تھے۔ بہر کیف بعد میں عبد المطلب اپنے چچا کے ساتھ اپنی ننھیال سے مکہ آئے اور بلوغ پر اپنے باپ کے جانشین بنے۔

واضح رہے کہ عبد المطلب کے پاس صرف دو عہدے سقیہ اور فدادہ تھے جبکہ قبادہ بنو امیہ کے شیخ حرب بن امیہ کے پاس تھا اور بقیہ سات مناصب دوسرے قریشی سرداروں کے ہاتھ میں تھے۔

عبد المطلب کی ۵۷ھ میں وفات کے بعد ہاشمی خاندان کی سیادت قبائلی انداز پر تقسیم ہوئی اور

۱ ابن اسحاق، ص ۵۹، ابن سعد، ص ۸۱، طبری، ص ۳۸، واٹ ص ۳۱

۲ ابن اسحاق، ص ۶۸-۵۸؛ ابن سعد، ص ۸۳؛ شبلی، ص ۱۵۶

۳ ازرق ص ۱ کے مطابق ۳۷ھ میں سیف ذی یمن والی یمن کو حبشہ پر فتح حاصل کرنے اور عرب قوم کی بے عزتی کا بدلہ لینے پر جو قریشی وفد مبارک باد دے گئے تھا اس میں تین سردار قریش تھے عبد المطلب، امیہ اور خویلد بن اسد۔ اسی زمانہ کے لگ بھگ قریش اور بنی بکر بن عبدمنہ (کنانہ) میں جنگ ہوئی جس میں قبادہ کا عہدہ حرب بن امیہ کے پاس تھا جس طرح فجار کی جنگوں میں حرب نے قریشی افواج کی کمان کی تھی۔ ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ عبد المطلب کو قریش کا رئیس اعظم ثابت کرنا نیک جذبہ تو ضرور ہے مگر یہ واقعہ اور تاریخی حقیقت کے خلاف۔ ملاحظہ ہو شبلی ص ۱۵۶ وغیرہ۔

زہیر بن عبد المطلب (فرزند اکبر) جنگ فجار ۳۱ھ میں آل ہاشم کے علمبردار کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ جبکہ ازرقی کے بیان کے مطابق رفادہ ابو طالب کو اور سقیہ عباس بن عبد المطلب کو ملا تھا۔ اگرچہ ابن اسحاق کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے میں (اور غالباً اس سے پہلے بھی) رفادہ کا عہدہ باری باری سے مکہ کے خاندانوں میں گردش کرتا رہتا تھا۔ یہ روایت زیادہ قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ حاجیوں کی ایک بڑی تعداد کی خبر گیری اور کھانے کا مستقل انتظام ایک چھوٹے سے خاندان کے لئے کافی دقت طلب اور مشکل امر تھا۔ بہر کیف معلوم ہوتا ہے

۱۔ ابن سعد، اول ۳۱ھ ۲۔ ازرقی ص ۱۷

۳۔ ابن اسحاق، ص ۳۲-۳۱ جنگ بدر کے اختتام پر حسب ذیل تفصیل رفادہ کے سلسلہ میں دیتے ہیں کہ قریش کے مذکورہ زہیر بن خاندانوں کے مالدار اور اہم افراد باری باری سے رفادہ کا انتظام کرتے تھے۔

- | | | |
|--------------------|---|--|
| ۱۔ بنو ہاشم | = | عباس بن عبد المطلب |
| ۲۔ بنو عبد شمس | = | عنتبہ بن ربیعہ |
| ۳۔ بنو نوفل | = | حارث بن عامر اور طعیمہ بن عدی — باری باری سے |
| ۴۔ بنو اسد | = | ابو النجری اور حکیم بن حزام — باری باری سے |
| ۵۔ بنو عبد الدار | = | نضر بن حارث |
| ۶۔ بنو مخزوم | = | ابو جہل |
| ۷۔ بنو جمح | = | امیہ بن خلف |
| ۸۔ بنو سہم | = | نبیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج — باری باری سے |
| ۹۔ بنو عامر بن لوی | = | سہیل بن عمرو بن عبد شمس |

کہ اس زمانے میں ہاشمی خاندانہ کی ساکھ کافی کم ہو گئی تھی۔ ابن سعد حرب خیبار کے زمانے میں جن آٹھ رؤسائے قریش کا ذکر کرتے ہیں ان میں تین اموی، ایک حمیری، ایک تمیمی، ایک مخزومی ایک سہمی اور ایک عبد ریی تھے۔ ہاشمی خاندانہ میں سے کسی کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق "حرب بن امیہ" قریش اور کنانہ کے سردار تھے بلکہ حرب بن امیہ کی موت کے بعد قیادہ کا منصب ان کے بیٹے ابوسفیان بن حرب کو ملا۔ اس وقت سے لیکر فتح مکہ ۸ھ / سنہ ۶۳۰ء تک ابوسفیان قریشی افواج کے سالار اعلیٰ رہے سوائے غزوہ بدر ۲ھ / سنہ ۶۲۵ء کے جب ابوسفیان کی غیر حاضری میں قریشی افواج کی کمان ابو جہل مخزومی کے ہاتھ میں تھی۔ یہاں اس امر کی طرف اشارہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قریشی افواج کی قیادت "اسلام دشمنی" یا مخالفت رسول کی ذاتی بنیادوں پر نہیں کی تھی بلکہ قریش کی اور اہل مکہ کی فوجوں کے متفرق قبائلی قائد کے طور پر کی تھی۔ جس میں ان کی اسلام دشمنی اور عداوت رسول کو انتہائی دخل تھا جتنا قریش کے تمام کفار بشمول ابولہب بن عبد المطلب شمی اور عباس بن عبد المطلب ہاشمی کو تھا۔

ہر کیف بعثت نبوی کے زمانے میں مکہ میں قریشی اشرافیہ کی جو تنظیم تھی وہ العقد الفرید اور ازرقی کے متفقہ بیان کی صورت میں حسب ذیل تھی۔

نمبر شمار	منصب	منصب دار	منصب دار کا خاندان
(۱)	حجابہ اور لواء	عثمان بن طلحہ	بنو عبد الدار
(۲)	رفادہ	حرث بن عامر	بنو زوقل
(۳)	ستقار	عباس بن عبد المطلب	بنو ہاشم
(۴)	مشورہ	یزید بن ربیعۃ الاسود	بنو اسد
(۵)	دبیت و مغارم	ابو بکر بن ابی قحافہ	بنو تیم

۱۔ العقدا الفرید، جلد سوم، صفحہ ۳۱، ازرقی ص ۱۷۔ ان دونوں کی بیان میں تو خود اس اختلاف ہے۔ العقدا الفرید کا بیان ہے کہ لواء بنو امیہ کے پاس
 تھا جو کہ غلط ہے کیونکہ لواء ہمیشہ بنو عبد الدار کے ہاتھ میں رہا جیسا کہ ازرقی ص ۶۹ تصریح کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جنگ بدر میں مکہ کی فوج میں
 لواء کا جہدہ بنو عبد الدار کے ایک فرد کے پاس ہی تھا۔ ملاحظہ ہو ابن سعد ص ۵۷ جو کہتے ہیں کہ قریش مشرکین کے تین لواء تھے اور تینوں عبد الدار
 کے افراد کے ہاتھوں میں تھے۔ زمیری ص ۲۵۱ نے غزوہ احد میں کہے کہ ۹۰ علمبرداروں کے ان گنائے ہیں جو مکہ فوج میں تھے اور یہ سب سب
 عبد ربی تھے۔ اسلئے ازرقی کا بیان صحیح ہے کہ بنو امیہ کو تیارہ حامل تھا۔ بنو عبد الدار میں صحابہ، غزوہ اور لواء کے تاریخی تسلسل کیلئے ملاحظہ ہو
 ازرقی ص ۶۶۔ ۲۔ العقدا الفرید، جلد سوم، صفحہ ۳۱، اس کے کوئی بائبل (Bible) ص ۱۷۱، اس کی تائید الفاکھی کتاب المنتقی
 ترجمہ کیمتھرین وائسن (Catharine Watson)، لندن ۱۹۷۰ء، ص ۲۰۱، اس کی تائید الفاکھی کتاب المنتقی
 فی اخبار ام القرى مرتبہ محمد عبد السلام، بیروت ۱۹۶۲ء، ص ۱۷۱
 سے ہوتی ہے۔ الفاکھی کا بیان ہے کہ "ان میں سے کوئی بھی قریش پر بادشاہ نہیں تھا

خاندان ایک دوسرے کو ترک دینے پر تئیں رہتے تھے۔ نہ ہی ان کی مسابقت کی کشمکش قبائلی دشمنی پر مبنی تھی جیسا کہ عرب کے متعدد قبائل کے درمیان دستور تھا۔

ہر کیف ہاشمی اور اموی خاندانوں کے درمیان رقابت کے سلسلہ میں یہ نکتہ اہم ہے کہ یہ دونوں عم نہ خاندان ایک ہی سلسلہ کی دو کڑیاں تھیں اور دشمنی اور عداوت کے جذبات کبھی کارفرما نہیں رہے۔ اس نظریہ کی تصدیق دونوں خاندانوں کے درمیان کاروباری اور تجارتی تعلقات اور ازدواجی رشتوں سے ہوتی ہے۔ ذکر گذر چکا ہے کہ عبدالمطلب نے اپنی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کی شادی بنی امیہ میں کی تھی۔ خود بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل اور (ہجرت کے بعد) خاندان امیہ سے ازدواجی رشتے قائم کیے تھے۔ آنجناب کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب کا نکاح اموی خاندان کے ایک ممتاز فرد ابوالعاص بن ربیع بن عبد شمس سے رہا اور دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ کا نکاح ایک اور اموی اہم فرد حضرت عثمان بن عفان سے مکہ میں قبل ہو چکا تھا۔ اگر اموی اور ہاشمی خاندانوں میں ایسی ہی عداوت ہوتی جیسی کہ ہمارے بعض طبقے بتاتے ہیں تو کم از کم بعثت نبوی سے پہلے کے زمانہ میں ان دونوں خاندانوں میں ازدواجی تعلقات کا قیام ممکن نہ ہوتا۔

گذشتہ صفحات میں متعدد روایات اور واقعات کی تنقیح و تنقید سے یہ حقیقت جہاں ہوتی ہے کہ خاندان بنی ہاشم اور خاندان بنی امیہ کے درمیان براہِ راہ چشمہ رک رہی ہو تو وہی ہو مگر قومی اور خاندانی عداوت کبھی نہیں رہی۔ پھر آخر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس مغرضی رقابت کی شہرت کب اور کیوں کہ ہوئی؟ اور حوالہ گذر چکا ہے کہ دونوں خاندانوں میں رقابت ثابت کر دینے کا کام عباسی خلافت کے دعویداروں اور بنی امیہ کی حکومت کو غاصب اور دشمن اسلام نہیں ثابت کر سکتے تھے۔ چنانچہ ان "اموی دشمن" طبقات نے اپنے سیاسی مقاصد و اغراض کے تحت بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان تاریخی عداوت کے واقعات گھڑے اور ان کو اتنی شہرت دی

۱۔ ابن اسحاق، ص ۳۱، بخاری، باب فضائل اصحاب النبی کی ایک حدیث میں انھیں کی تعریف ہے
۲۔ ابن اسحاق، ص ۱۲۱؛ ابن سعد، سوم ص ۵۵ نیز شبلی، دوم ص ۲۲۳-۲۲۴، مصعب زہیری ص ۲۲
مصعب الزہیری ص ۱۸ کے مطابق حضرت عثمان بن عفان رشتہ میں عبدالمطلب ہاشمی کے نواسے ہوتے تھے کیونکہ ان کی ماں اُردی بنت کریمہ عبدالمطلب کی بیٹی ام حکیم کی دختر تھیں۔

کہ وہ عہد عباسی میں لکھی جانے والی کتب تاریخ میں جگہ پا گئے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ سیرت نبوی کی موجودہ ادلیں کتاب یعنی ابن اسحاق کی سیرت رسول اللہ میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان منافرت کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔ جبکہ دوسری متداول کتب میں اس کے جا بجا حوالے ملتے ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن اسحاق عہد عباسی کے آغاز ہی میں اپنی کتاب مکمل کر چکے تھے جب عوامی پریسیکٹو نے علمی دنیا میں راہ نہ پائی تھی۔ بہر کیف بعثت نبوی سے قبل مکہ کی سیاسی زندگی میں بنو امیہ اور بنو ہاشم کو سجدہ دوسرے قریشی خاندانوں کے کم و بیش مساوی درجہ حاصل تھا اور کسی کو کسی پر ذفلیت و برتری مستقل طور پر نہیں حاصل تھی۔ حیرت ہے کہ بنو ہاشم کی انفلیت و تفوق کے دعویداروں کے لئے یہ شرف کافی نہیں ہو سکا کہ بنو ہاشم میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنم لیا تھا۔ یہ وہ شرف ہے جو خاندان ہاشم کو نہ صرف بنی امیہ، بلکہ تمام انوار عالم پر برتری عطا کرتا ہے۔

قرآن اور تعمیر سیاست

مؤلفہ جناب ڈاکٹر میر دل الدین صاحب ایم۔ اے۔

قرآنی تعلیمات کا انسانی سیرت میں کیا دخل ہے اور ان تعلیمات کے ذریعہ سے اس کو دارِ سیرت کا کس طرح وجود و ظہور ہوتا ہے؟ یہ گراں قدر تالیف خاص اسی موضوع پر لکھی گئی ہے قرآن اور تعمیر سیرت، تعلیمات قرآنی کا پختہ، تصوف اور ادب ضالح کا دلکش آمیزہ، احساس کسری اور بے یقینی کی تاریکی میں چراغِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

بعض عنوانات :-

(۱) عبادت و استعانت (۲) توحید و الوہیت (۳) انسانِ کامل (۴) قرآن اور

سیرت سازی (۵) کامیاب زندگی کا قرآنی تصور (۶) قرآن اور علاجِ خوف

(۷) قرآن اور علاجِ حزن و غم

منوسط تفتیح صفحات ۳۰۳ قیمت - (۱۵) پندرہ روپے (میر قلمیہ برہان)